اردو افسانے کا آغاز اور ارتقا (بلوچستان کے پس منظر میں)

The Evaluation of Urdu Short Story in Balochistan:

By

[1] Zarmina Panezai[2] Prof. Dr. Khalid Khatak

Abstract:

This Research paper is an investigation the every advent of Urdu Short Story in Balochistan which extends to the period of pre-partition of Hind o Pak. There is a conscious struggled to trace the first fiction writer and the first fiction in Balochistan.

The significance of fiction could not be ignored as the intellectuals or literary figures who believe literature for the sake of life. Although fiction writer avoids adopting clergy style yet there is a message for society between the lines. As ever known short story writer Mr.Sadat Hussan Minto had critically discussed various social issues and problems and criticizing the evil rituals of the society without any hesitation. Short story is actually evaluation of mythical long folk tales and Novels. As men become busier it was not easy to read or listen long stories so the short story took the place of Novel and long folk tales.

The scholars and researchers have two different opinions about the first Urdu fiction writer in Balochistan. It was firmly believed that Mr Yousaf Aziz Magsi is the first fiction writer and "Takmeel e Insaaneeat" is his first Urdu short Story. The short story was written and published in 1934. The prominent scholars of Urdu like Dr. Inam ul. Haq kusar, Dr. Farooq Ahmed and Miss. Mubaraka also believe that Yousf Ali Aziz Magsi is the first fiction writer of Urdu language in Balochistan. This short story got published in " Haffat Rozah Jadeed Balochistan".

Dr. Zia Ur Rehman , another prominent scholars of Urdu literature in Balochistan proved with his latest research that "Takmeel e Insaaneeat" by Yousaf Aziz Magsi is not the first Fiction/Urdu short story in Balochistan. He proved that the first Urdu short story was written by

[1] M.Phil. scholar of Urdu department, University of Balochistan, Quetta, Pakistan
[2] Professor, Urdu Department, University of Balochistan, Quetta, Pakistan

Muhammad Umer Baloch in 1933. This Urdu short story was published in Newspaper "Young Baloch". This was " Aik Raaz e Sarbasta Ka Inkshaaf" (Ghaibi Imdad). The third great name in Urdu short story writing is Allama Nasir Balochistani. He created the Story "Uroos e Ajam" in Feb, 1937.

The Weekly "Paasbaan 1939-1941" published so many Urdu short Stories in Balochistan which were master piece of that era. These stories were, Insaaf, Devtaa, Qaafla, Rupeeyah, Mahaajan, Bhoki, Khota Rupeeyah, Dukhi Jawaaniyaan, Taaboot, Raadhika, and Devaali.

In the very beginning the stories was about Socio-economy, and cultural imbalance. Partition also affected writers mind. Some writer addressed the psychological issues of human being and others wrote about tribal life as well.

Anyhow, in this paper the author strived to highlight the subject matter of them fiction as well in the light of valid arguments.

Keywords: Urdu, Literature, Balochistan, Short story

تعارف

افسانہ اردو ادب کی نثری صنف ہے۔ اور اس کی ابتداء میں موجودہ دور کی پیچیدگیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ زندگی کے گوناگوں مسائل اور وقت کی تیز رفتاری نے انسان کو عدیم الفرصت بنا دیا ہے۔ وہ ضخیم کہانیوں اور طولانی ناولوں سے لطف اندوز نہیں ہو سکتا۔ اپنی روحانی تشنگی کو دور کرنے کے لئے اسے مختصر ادب پاروں کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اسی ضرورت کا جواب افسانے کے ایجاد نے دیا اور افسانے کی مقبولیت اس کے اختصار میں ہے۔ کہ قاری اسے ایک نشست میں پڑھ سکتا ہے۔ اور ادبی اصطلاح میں افسانہ ادب میں ایک ایسے صنف کا نام ہے۔ جس میں زندگی کے کسی ایک پہلو یعنی سیاسی، معاشرتی، معاشی، تہذیبی، سماجی یا جذباتی کیفیات کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات زندگی کے کسی ایک پہلو کو اس طرح پیش کیا جاتا ہے۔ کہ انسان کی زندگی اور اس کے مختلف رخ کرداروں کی وساطت سے ابھر کر سامنے آتے ہیں۔ اور کبھی کبھی حسین مکالمہ کردار کا دوسرا رخ بن کر کہانی کی تکمیل میں معاون ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ کرداروں اور کہانی کی پلاٹ و واقعات کی مدد سے کہانی کار، معاشرے میں موجود بدصورتی کو ضرور عیاں کرتا ہے۔

ابتدا سے لے کر اب تک ناول، ڈرامہ اور افسانہ ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ اس کے لئے مختلف تجربات کئے گئے۔ افسانوں اور ناولوں میں زمان و مکان کی قیود اب تک ختم ہو چکی ہے۔ ابتدا سے مقرر کئے ہوئے یہ اصول مثلاً آغاز، کہانی، کردار، پلاٹ، کشمکش، لفظ، عروج اور انجام سب اصول ٹوٹ چکے ہیں۔ اگرچہ اب بھی بعض افسانہ نگار انہی اصول کے تحت افسانے لکھ رہے ہیں۔ لیکن اب یہ اصول ضروری نہیں رہیں۔ اب مختلف کرداروں کے ذریعے بھی کہانیاں بیان ہو سکتی ہے۔ اور فرد واحد کی کشمکش سے بھی کہانی اور زندگی میں وہ

پہلو اجاگر ہو سکتا ہے۔ جس کو بیان کرنا افسانہ نگار کا مقصد ہے۔ لیکن یہ خیال ضروری ہے۔ کہ افسانہ پڑھتے وقت افسانہ ہی معلوم ہو۔ داستان، ناول یا ڈرامہ نہیں۔

بلوچستان میں اردو افسانے کا آغاز و ارتقاء

بلوچستان میں اردو افسانہ نگاری کا آغاز بیسویں صدی میں ہی شروع ہو ہی۔ اس سے پہلے اس خطے میں اردو افسانوں کا کوئی سراغ نہیں ملتا۔ بلوچستان میں اودو افسانہ نگاری اور اس کے اغاز کے بارے میں جب بھی تذکرہ کیا گیا۔ یا تحقیق کی گ ئی۔ تو ہمیشہ یہ تاثر ملتا رہا کہ یوسف عزیز مگسی کا افسانہ "تکمیل انسانیت" ہی کو اولیت کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کا یہ افسانہ مئی 1934ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔ اور اس سے قبل اس حطے میں اردو کے کسی افسانہ نگار کا پتہ نیں ملتا۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر، ڈاکٹر فاروق احمد اور مسیز: مبارکہ حمید نے اس تاثر کا اپنے تحقیقات میں مزید تقویت دی۔ اور "تکمیل انسانیت" کو بلوجستان میں اردو ادب کا پہلا افسانہ قرار دیا، کیونکہ "ہفت روزہ بلوچستان جدید کراچی" میں جب یہ افسانہ چھاپا گیا، تو اس کے ساتھ طبع زاد لکھا ہوا پایا گیا۔ جو یا تو یوسف عزیز مگسی نے خود لکھا تھا۔ یا پھر اس ادارے کے عملے نے لکھا تھا۔ یا پھر اس ادارے نے لکھا۔ جسے بعد کے محقیقین نے اپنے تحقیق میں شامل کرکے اسے بلوجستان میں اردو کا پہلا افسانہ قرار دیا۔ لیکن ڈاکٹر ضیاء الرحمن کی تحقیق کے مطابق یوسف عزیز مگسی کا افسانہ "تکمیل انسانیت" بلوچستان میں اردو کا پہلا افسانہ نہیں ہے۔ بلکہ محمد عمر بلوچ کا افسانہ "ایک راز سربستہ کا انکشاف یا غیبی امداد" ہے۔ جو ہفت روزہ البلوچ کراچی میں" تکمیل انسانیت" کی اشاعت سے ایک سال 19 دن پہلے 1933ء میں شائع ہوا۔ وہ یوں رقم طراز ہیں:

> "تکمیل انسانیت، ہفت روزہ البلوچ میں اردو کا پہلا افسانہ
> نہیں ہے۔ نہ ہی یوسف عزیز مگسی بلوچستان میں اردو
> ادب کے پہلے افسانہ نگار ہیں۔ دستیاب ماخذ کی بنیاد پر
> دعوی درست ہے۔ کہ بلوچستان میں اردو کا اب تک
> دستیاب ہونے والا پہلا افسانہ "ایک راز سربستہ کا انکشاف
> یا "غیبی امداد" ہے۔ اسکے مصنف محمد عمر بلوچ ہیں"(1)

موصوف اپنے اس دعوی کی توثیق کیلئے کچھد دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ جو کسی حد تک قابل قبول بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

> "1933ء کے آس پاس بلوچستان کے علمی اور ادبی
> حلقوں میں افسانہ نویسی اور افسانہ بنی کا ذوق عام
> تھا۔ افسانہ بطور صنف مستحکم ہو چکا تھا۔ اس کی
> بڑھتی ہوئی مقبولیت نے نئے اخبار" ینگ بلوچستان"
> کے منتظمین کو اکتوبر 1933ء میں اخبار کے ایک

کالم کو اصلاحی اور ادبی افسانہ کیلئے وقف کرنے
کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس میں کافی افسانے چھپے
اور کئی افسانہ نگار منظر پر آئے۔ لیکن جلد ہی یہ
اخبار بند ہو گیا۔ اور سارا ریکارڈ ضائع ہو گیا۔ جس
سے واضح تاثر ملتا ہے۔ کہ جب لوگ افسانے شوق
سے پڑھتے تھے۔ تو یقیناً اس سے پہلے بھی افسانے
منظر عام پر آئے ہونگے۔ "تکمیل انسانیت" تو اس
سے ایک سال جعد شائع کیا گیا۔ جو اس بات کا بین
ثبوت ہے۔ کہ یہ پہلا افسانہ نہیں۔" (2)

بعد میں جب ہفت روزہ البلوچ کراچی کے اس وقت کے شمارے میں سامنے لائے گئے تو یہ واضع ہو گیا۔ کہ "تکمیل انسانیت" بلوچستان کا پہلا اردو افسانہ نہیں ہے۔ بلکہ پہلا افسانہ محمد عمر بلوچ کا "ایک راز سربستہ کا انکشاف یا غیبی امداد" ہے۔ جبکہ دوسرا طبع زاد افسانہ یوسف عزیز مگسی کا "تکمیل انسانیت" ہے۔ جو بلوجستان جدید کراچی میں 1934 میں چار اقساط میں شائع ہوا۔ اور اسی طرح بلوچستان میں علامہ ناصر بلوچستانی افسانہ "عروس عجم" کے حوالے سے تیسرے اہم افسانہ نگار کے طور پر منظر عام پر آتے ہیں۔ ان کا افسانہ "عروس عجم" فروری 1937ء میں شائع ہوا۔

پھر اس کے بعد بلوچستان میں ہفت روزہ اخبار "پاسبان" جن کی اشاعت 1939ء سے 1941ء تک کے عرصہ میں ہوئی۔ اس اخبار کے ذریعے بھی افسانے شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں بیشتر افسانے ایسے ہیں۔ جن کے مصنف کے نام درج نہیں مثلاً انصاف، دیوتا، قافلہ، روپیہ، مہاجن، بھوکی، کھوٹا روپیہ، دکھی جوانیاں، تابوت، رادھیکا اور دیوالی وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ ان افسانوں میں معاشی تنگ دستی کے ساتھ بلوچستان کے سماجی، معاشی اور سیاسی حالات کو موضوع سخن بنایا گیا ہے۔ بلوچستان میں چھپنے والے یہ افسانے جو پاسبان کے ذریعے ہمارے سامنے آئے ہیں۔ ان میں بیشتر افسانے کہانی کے اعتبار سے بے ربطی کا شکار ہیں۔ بعض اوقات کچھ ایسے واقعات اچانک شامل ہو جاتے ہیں۔ جنہیں عقل تسلیم کرنے سے قاصر ہیں۔ البتہ اس دور کو دیکھتے ہوئے اس قسم کی فنی کمزوریوں کو اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ ابتدائی دور میں اس طرح کی کمزوریاں ادب کی ہر صنف میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ مجموعی طور پر اگر ان پر غور کریں تو ان تمام افسانوں میں معاشی اور جنسی حوالوں سے مارکس اور فرائیڈ کے اثرات حاوی ہیں۔ اور یہ تمام افسانے جو "پاسبان" میں شائع ہوئے۔ یہ سب افسانے بلوجستان میں غربت و افلاس سے پیدا ہونے والے مسائل پیش کرتے ہیں۔ ان افسانوں میں سیاسی نکتہ نظر سے آزادی کی تمنا کا اظہار ہے۔ اور یہ حقیقت سے زیادہ جذبات سے مملو ہیں۔ لیکن یہ افسانے بلوچستان میں افسانہ نگاری کے ابتدائی نقوش ہونے کی وجہ سے تاریخی اہمیت کے حامل ہیں۔

ابتدائی افسانہ نگاروں میں یعنی جن کا افسانوی موضوع اقتصادی اور معاشرتی ناہمواری تھا۔ تقسیم کے ساتھ یعنی 1947ء میں قیام پاکستان کے ساتھ بلوچستان میں لکھے جانے والے افسانے میں تقسیم کے بعد کا منظر نامہ شدت سے ملتا ہے۔ تقسیم نے حساس فنکار کو بری طرح متاثر کیا۔ ان کی تخلیقات میں ہجرت کے دکھ اور خونیں داستان نے جگہ پالی۔ ہجرت کے المیوں سے دوچار یہ افسانے بہت سے متنوع

موضوعات کا احاطہ کرتے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ اس زمانے کے افسانے اس گہرے گھاؤ کی ترجمانی کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس میں پروفیسر انور رومان کے افسانے "ویری ناگ" اور "غیر قانونی" تقسیم کے المیے اور انسانی نفسیات کے گہرے گھاؤ کی غمازی کرتے ہیں۔ اسی دور کے افسانہ نگاروں میں عبد الحمید زاہد، مسافر سینی اور میکش قادری وغیرہ ایسے نام ہیں۔ جہنوں نے اپنے افسانوں میں قبائلی اور شہری طرز و فکر و احساس کو موضوع بنایا۔

اور پھر ترقی پسند تحریک کے زیر اثر سلیم جہانگیر، عبد الرحمن غور، سید خلیل احمد بیگم، خورشید مرزا اور میر عبد الرحمن کرد نے افسانے لکھے۔ ان میں قبائلی طرز معاشرت شہری طرز فکر و احساس اور جمالیاتی پیرائے پوری دلنشینی کے ساتھ موجود ہیں قیام پاکستان کے بعد گورنمنٹ کالج کوئٹہ سے میگزین "بولان" کے نام سے شائع ہونے لگا۔ اور ان کے پہلے شمارے میں بھی افسانے شائع ہوتے گئے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔ "منزلیں" (مبارک احمد شاہد)، "خالہ جان" (شمشاد انور)، "نیا ڈوبی جائے" (مسافر بنی)، "شان ایران کی عدل پیروی" (عبد الحکیم تارن)، "یہ دنیا والے" (عبد الرحمن کرد)، "حنا بندی" (غلام نبی افغانی)، "خدمت کا صلہ" (امر تسری)، "آرزوں کا خون" (زاہد احمد صدیقی) اور "سوالیہ نشان" (اقبال سلمان) نے تحریر کیا ہے۔ ان افسانوں کے حوالے سے مسسز مبارکہ حمید لکھتی ہے کہ:

> "بلوچستان میں چھپنے والے اخبار "پاسبان" کے
> افسانے اور مختلف رسائل "زمانہ"، "معلم"،
> "بولان" اور کوہسار کے۔ یہ سب افسان بلوجستان
> میں غربت اور افلاس سے پیدا ہون والے مسائل
> پیش کرتے ہیں۔ اور ان افسانوں میں آزادی کی
> تمنا کا اظہار ہے۔(3)

اس کے علاوہ اسی دور میں بلوچستان میں اردو افسانہ نگاری کے حوالے سے خادم مرزا اور محمد طاہر کا بڑا نام ہے۔ اور دونوں نے اردو افسانے میں نمایاں مقام حاصل کیا۔ اور خادم مرزا کا پہلا افسانہ "سات رنگ اور ایک گیان" کے نام سے 1970ء میں ملک محمد پناہ مرحوم کے ہفت روزہ "نوائے وطن" کوئٹہ میں چھپا۔ یہ افسانہ فسادات کے پس منظر میں لکھا گیا ہے۔ اور تقسیم کے المیہ سے پیدا ہونے والی صورت حال اور تقسیم کے دکھ سے گزرنے والے اس خاندان کی کہانی ہے جو خود بھی تقسیم ہو گیا۔ اس دکھ سے گزرنے کے بعد پھر پاکستان کی تقسیم مشرقی پاکستان کی علحیدگی کے حوالے سے ہجرت در ہجرت کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے افسانے تیکنیک اور فن کے لحاظ سے کامیاب افسانے ہیں۔ ان کے بیشتر افسانے تاثرات، تجربات اور مشاہدات کے لحاظ سے اپنے اندر کشش رکھتے ہیں۔ افسانہ "منزل کے گرد سفر" اور "تیسر اگھر" جنگ کوئٹہ کے ادبی صفے میں چھپے اور ان کا افسانہ "ہاروت ماروت" سہ ماہی قلم قبیلہ کوئٹہ کے شمارہ اکتوبر تا دسمبر 1991ء میں شائع ہوا۔ جو علاقی افسانوں کی ایک بہترین مثال ہے۔ خادم مرزا نے اچھے خاصے افسانے لکھے ہیں۔ ان کا افسانوی مجموعہ "سات رنگ اور ایک گیان" 1997ء میں شائع ہوا۔ اور محمد طاہر خان نے جتنے بھی افسانے لکھے ہیں۔ یہ سب افسانے زندگی کے حقیقتوں کے غماز ہیں۔ بلوچستان کے معاشرے اور ان کے مسائل پر ان کی گہری نظر ہے۔ انہوں نے جو کچھ دیکھا

سمجھا انہیں اپنے افسانوں کا روپ دے دیا۔ افضل مراد" بیسوں صدی میں بلوچستان کا ادب" میں لکھتے ہیں:

"سید خلیل احمد اور طاہر محمد خان ایسے افسانہ نگار ہیں۔ جنہوں نے افسانے کے فنی پہلوؤں کا بھی احاطہ کیا ہے۔ اور کہانی پن کو بھی برقرار رکھا ہے۔ ان کے افسانوں کا تیکنیکی اور علاقی پہلو بلوچستان میں افسانہ نگاری کا ابتدائی ماخذ قرار دیا جاسکتا ہے۔ خادم مرزا نے افسانے کے نہج کو اساطیری اور تہذیبی رویوں سے ہمکنار کر کے بغیر پلاٹ کے ایسے افسانے لکھے جہاں قاری عالم تحیر میں اس مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ جہاں افسانوی تیکنیک بھی چھوٹی پڑ جاتی ہے"۔(4)

خادم مرزا کے بیشتر افسانے وقتاً فوقتاً مختلف اخبارات اور رسائل میں شائع ہوئے اور بعد ازاں انھیں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ انہوں نے افسانوں میں معاشرتی مسائل کو بڑی خوبصورتی سے اجاگر کیا ہے۔اسلوب بیان ہر ادیب یا شاعر کی شخصیت کی عکاسی کرتا ہے۔ان کا اسلوب بڑا دلکش اور سادہ ہے۔

علامتی افسانہ نگاری میں ظفر علی مرزا کا افسانہ "سحر ہونے تک" نمائندہ افسانہ ہے۔ وہ اپنے افسانوں میں منفی کردار کو پوری شدت سے استعمال کرنے پر قدرت رکھتے ہیں۔ اور اس افسانے میں منفی کردار کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ اور خواتین افسانہ نگاروں میں رضیہ درانی۔صدیقہ فضل الحق، ثاقبہ رحیم الدین، بیگم خورشید مرزا اور یاسمین صوفی نمایاں ہیں۔

بیگم خورشید مرزا نے بہت کم لکھا ہے۔ لیکن جتنے بھی افسانے لکھے ہیں۔ ان میں ان کا انداز تحریر صاف نکھرا ہوا اور دلچسپ ہے۔ ان کے افسانے نے بلوچستان کے معاشرتی پس منظر کے تناظر میں لکھے گئے ہیں۔ انہوں نے بلوچستان کی فرسودہ رسومات خواتین کے مسائل خاص طور پر ان کے ساتھ معاشرتی سطح پر ہونے والی ناانصافیوں اور ظلم وستم معاشی تنگ دستی اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کی بہت اچھی ترجمانی کی ہے۔ ان کے افسانوں کا بنیادی مقصد خواتین کے مسائل کو اجاگر کرنا ہے۔ اور یاسمین صوفی نے افسانوں کے ساتھ ساتھ ناول بھی لکھے ہیں۔ ان کے افسانے فرسودہ رسم ورواج غربت وافلاس سے پیدا ہونے والے معاشی مسائل اور عورتوں پر کئے جانے والے ظلم و ستم اور معاشرتی جبر کی ترجمانی کی ہے۔ ان کے تحریر میں جذبوں کا گزار اور رنج والم ملتا ہے۔ اور ان کے افسانوں میں اصلاح کا پہلو نمایاں ہے۔

اسی(80) کی دہائی میں بلوچستان میں اور اہم افسانہ نگار ہمارے سامنے آئے ہیں۔ جن میں ڈاکٹر فردوس انور قاضی، آغا گل، غنی پرواز، معین الحق، فاروق سرور، محمد عبداللہ، علی کمیل قزلباش، حامد حسن خان، جمیل زبیری، رفعت زیبا، شاہین روحی بخاری، مجیب الرحمن یوسفی، عرفان بیگ وغیرہ شامل ہیں۔ مجموعی طور پر اگر ان سب کے افسانوں کو دیکھا جائے تو ان میں نہایت خوبی سے معاشرتی

عکاسی کی گئی ہے- اور ان میں معاشرے کی خامیوں اور ناہمواریوں کو اجاگر کرتے اس وقت ہمدردانہ انداز نظر کا اظہار کیا ہے- خصوصا آغا گل کے افسانوں کی کتاب " گور بیچ" اس ادبی فضاء میں لکھی گئی ہے- جس میں بلوچستان کی تہذیب وثقافت اور انسانی فکر کے رویوں کی کشمکش پوری طرح اجاگر کی گئی تھی- آغا گل کا مشاہدہ بہت زیادہ ہے- وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اور چھوٹے چھوٹے واقعات میں انسانی رویوں کے منفی اثرات کا جائزہ لیتے ہیں۔ ان کا معیار زندگی ان کے افسانوں میں پوری شدومد سے نظر آتا ہے۔ اور زندگی کے دہرے معیار سے نکل کر ایک انسان دوست افسانہ نگار کے روپ میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

آدم جی ایوارڈ یافتہ افسانہ نگار خلیل احمد کے افسانوں کا مجموعہ " خمار زہر آلود" اہم مجموعہ ہے۔ ان کے افسانے تکنیک کے اعتبار سے مکمل، مربوط اور علاقی انداز لیے ہوئے ہیں۔ خادم مرزا اپنے افسانوی مجموعہ " سات رنگ اور ایک گیان" میں اپنی فکر، تہذیب اور شائستگی کے ساتھ وارد ہوئے۔ پروفیسر معین الحق عالمی ادب کے شاہکار افسانوں کے تراجم لیے ہوئے متعارف ہوئے ان کے تراجم سے نئے رجحانات اردو ادب میں در آئے ہیں۔ جمیل زبیری اپنے افسانوی مجموعہ " زرد پتے" جبکہ طاہر محمد خان کے نمائندہ افسانے " کڑوی گولی" "زود پشیمان" "وہم زاد" اور آغا گل کا افسانوی مجموعہ " گور بیچ" بلوچستان میں اردو افسانہ نگاری میں اچھا اضافہ ہے۔

ڈاکٹر فردوس انور قاضی بلوچستان کے افسانہ نگاروں میں ایک اہم اور معتبر نام ہے۔ انہوں نے اردو افسانے میں ایک نئی صنف کا آغاز کیا ہے۔ اور اس صنف کو انہوں نے " خیالیہ" کا نام دیا ہے۔ "خیالیہ" کا طریقہ کار افسانے سے مختلف ہے۔ "خیالیہ" میں ماضی، حال اور مستقبل کی قید سے آزاد ہو کر ہمہ وقت گردش کرنے والے خیالات کو کہانی کا پیکر دیا گیا ہے انہوں نے اقبال کے افکار و نظریات کو بھی کہانی کی شکل میں پیش کیا ہے۔

'زمانہ حاضر' کا انسان ان کی مثال ہے۔ انہوں نے مصرعوں کی شکل میں افسانے کو آزاد نظم کا روپ بھی دیا ہے۔ ان کے نظمیہ افسانے 'دل اور میں' اور جہالت رقص کرتی ہے' ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ کا مشاہدہ بہت گہرا ہے۔ وہ جو کچھ دیکھتی ہے۔ محسوس کرتی ہیں۔ نہایت فنکارانہ انداز میں بیان کرتی ہیں ان کے افسانے اتنے دلچسپ اور مختصر ہوتے ہیں۔ کہ ایک نشست میں پوری دلچسپی کے ساتھ پڑھ لئے جاتے ہیں۔ اور ان کے افسانوں کی کہانی میں افسانہ ہی ملتا ہے۔ دراصل ان کے افسانوں میں دوسرے افسانہ نگاروں سے ہٹ کر ایک مختلف انفرادی رنگ رومانیت کا ہے۔ جو کہانی کو افسانہ بناتی ہے۔ اس لیے ان کے افسانے دل و دماغ پر گہرا اثر چھوڑتے ہیں۔

بلوچستان میں ادرو افسانے کا میدان مزید وسیع ہوتا چلا گیا۔ ان میں شاعر، ڈرامہ نگار، ناول نگار اور مختلف زبانوں کے لکھنے والوں نے اور نئے یعنی جدید افسانہ نگاروں نے طبع آزمائی کی۔ جو قابل تعریف ہے۔ ان میں یعقوب شاہ غرشین، افضل مراد، عارف ضیاء، وحید زہیر، روبینہ بٹ، رقیہ آرزو، عابد میر، حمیر اصدف، سیدہ زیب النساء وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ان سب کے افسانوں پر مجموعی طور پر نظر ڈالیں تو ان افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں بلوچستان کے فرسودہ رسومات ان کے معاشرتی کمزرویوں اور خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔ بیشتر افسانوں میں معاشرتی ناہمواریوں غربت افلاس اور ان کے تحت پیدا ہونے والے مسائل کی عکاسی ملتی ہے۔ جنسی مسائل بھی ہیں۔ لیکن ان کا دارومدار بھی مفلسی یا معاشی ناہمواریوں سے پیدا ہونے والے مسائل پر ہے۔ اور بلوجستان کی پسماندگی اور مجبوریوں کو بیان کیا گیا ہے۔ خواتین کے مسائل اور ان کے ساتھ معاشرتی سطح پر ہونے والی ناانصافیوں، غربت وافلاس اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل کو موضوع بنایا ہے۔

مجموعی طور پر ابتداء سے لے کر اب تک بلوچستان میں افسانہ نگاروں نے اپنے افسانوں میں بلوچستان کی تہذیبی روایات، نئے موضوعات علیحدہ طرز و فکر اور جدیدیت کے حوالے سے نئے تجربات کرتے نظر آتے ہیں۔ڈاکٹر فاروق احمد اس حوالے سے لکھتے ہیں:

"افسانوں کے سفر میں بلوچستان نے انقلابات عام
فنی اور تیکنیکی تجربے فن اور اسلوب، فکر اور
ابلاغ، ثقافت و معاشرت، فریب و سیاست سمیت تقریبا
تمام موضوعات کو اپنے افسانوں میں جگہ دی ہے۔
نئے افسانہ نگار ابھر کے سامنے آئے ہیں۔ جو اپنے
ساتھ نئے فکری رویئے، عصری مسائل، نئے سائنسی
رجحانات، سیاسی کشمکش اور معاشی و سماجی ناہموا-
روں کو بڑے دلکش پیرائے میں پیش کرتے ہیں" (5)

مختصر یہ کہ بلوچستان میں لکھے گئے کم و بیش تمام اردو افسانے یا تو اصلاحی ہیں۔یا پھر نفسیاتی، سماجی معاشی اور معاشرتی نشیب و فراز کے آئینہ دار ہیں۔ ان میں ایسے افسانے بھی ہیں جو بلوچستان کے ماحول کے علاوہ ملی اور قومی تقاضوں کے بھی عکاس ہیں۔اور انداز بیان پر کشش، دلچسپ اور روح کو جھنجھوڑنے والا ہے۔اور بلوچستان میں لکھا جانے والا اردو افسانہ وہاں کی مٹی اور سرزمین سے جڑا ہوا ہے۔ انگریز کے خلاف مزاحمت سے لے کر موجودہ عہد کی ناانصافیوں تک ہر دور کے سماجی و سیاسی شعور کا حامل رہا ہے۔فنی و اسلوبیاتی حوالے سے بیانیہ اور علامتی تیکنیک کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔یہاں انگریزی افسانوں کے تراجم بھی کئے گئے اور ان کی تیکنیک سے افسانہ نگار متاثر بھی ہوئے، مقامی مسائل کو جدید تیکنیک میں موثر انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

"حوالہ جات"

1. ضیاء الرحمن، ڈاکٹر: " کیا تکمیل انسانیت بلوچستان میں اردو کا پہلا افسانہ ہے۔" مشمولہ قلم قبیلہ تحقیقی و تنقیدی مجلہ، کوئٹہ 2006ء ص(57)
2. - - - - - ایضا- - - - - - - - - - ص(60)
3. مبارکہ حمید، مسز، "بلوچستان میں اردو افسانے کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ" پبلشرز، نوید پبلی کیشنز، 2001ء ص(52)
4. افضل مراد، "بیسوی صدی میں بلوچستان کا ادب"، پبلشرز قلم قبیلہ ادبی ٹرسٹ خوجک روڈ کوئٹہ، اپریل 2000ء ص(22)
5. فاروق احمد، ڈاکٹر، "بلوچستان میں اردو زبان و ادب" کوئٹہ قلات پبلشرز 1998ء، ص(185-186)۔